پولینڈ میں مسلم اقلیتوں کا سروے

ٹامس مرسی نی ایک☆

پولینڈ میں مسلمانوں کی تاریخ ۶ سو سال پرانی ہے۔ حقیقت میں وہ تمام عیسائی ممالک جو مسلمانوں کے زیر تسلط نہیں آئے، ان میں پولینڈ مسلم آبادی کے لحاظ سے سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اسلام کے فروغ کے ساتھ مسلمان پولینڈ کی سرحدوں سے باہر نکلے۔ آنے والی صدیوں میں روسی زاروں کے ظلم و تشدد کے باعث انہیں پولینڈ میں پناہ لینے پر مجبور کیا گیا۔ سترہویں صدی تک پولینڈ میں ایک لاکھ مسلمان تھے، جن میں سے اکثریت تاتار پول کی تھی۔

تاتاریوں نے جلد ہی پولش طرز زندگی کو اپنالیا، اور سولہویں صدی کے وسط تک وہ اپنی نمایاں خصوصیات کھو چکے تھے۔ ان کی آبائی زبان تبدیلی کے عمل سے دوچار ہوئی۔ یہ عمل پولینڈ میں تاتاریوں کو میسر آزادی اور سلامتی کے ماحول کے باعث تیز تر ہوا۔ وقت کے ساتھ تاتار اشرافیہ کو اپنے ہم منصب پول اور لیتھوینین لوگوں کے ساتھ برابری کے حقوق حاصل ہوگئے۔ تاتار پول زیادہ تر سنی ہیں اگرچہ وہ پولینڈ میں رہ رہے ہیں، تاہم ان کے پرسنل لاز قرآن پر مبنی ہیں اور ظاہر ہے وہ صرف مسلمانوں پر ہی لاگو ہوتے ہیں۔ ان کی روزمرہ کی زندگی بھی قرآنی تعلیمات سے مطابقت رکھتی ہے۔

۱۹۵۲ء میں تنظیم مسلم ریلجیس ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لایا گیا، جسے پولینڈ میں مسلم آبادی کے امور کو نبٹانے کے اختیارات سونپے گئے۔ ایک مستشرق ڈاکٹر حبیب سیکیوچ کو اسی سال اس کا مفتی مقرر کیا گیا۔ دو جنگوں کے درمیانی عرصے میں ۱۹ آبادیاں اور ۱۷ مساجد تنظیم کے زیر انتظام تھیں۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد ۶ سے ۷ ہزار ہے۔ جنگ کے بعد ملک میں صرف ۲ مساجد باقی بچی تھیں۔ کروس زنیانی، بوہونکی، سوکولکا اور بیالیسٹوکا میں چند ایک تاتار تاریخی مراکز باقی تھے۔ پولینڈ میں آخر میں جو مسلمان پہنچے ہیں ان کا تعلق بوسنیا

☆Tomas Marciniak, "A Survey of Muslim Minorities in Poland," *Journal of Muslim Minority Affairs*, 17:2 (1997) PP 353-359 (تلخیص: سجاول خان رانجھا)

سے ہے۔ یہ لوگ سوکولکا اور بیالیسٹوکا کے قرآنی سکولوں میں بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اب پولینڈ میں زیر تعلیم عرب ملکوں کے طلبا بھی اسلام اور قرآن پڑھانے میں شامل ہو گئے ہیں۔

آج بوہونکی اور کروس زنیانی میں بچے کھچے تاتار خاندانوں کی بہت کم تعداد رہتی ہے۔ اس کے باوجود تاتار برادری کے لوگ مذہبی عبادت کے لئے ان مقامات پر اکثر جاتے ہیں۔ اپنے پیاروں کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور اپنے دوست احباب سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ مسلم تہوار اس قسم کی ملاقاتوں کے لئے زیادہ مواقع فراہم کرتے ہیں۔ ان تہواروں کے منانے سے پتہ چلتا ہے کہ پول آبادی کو اپنی اسلامی وراثت کے ساتھ کس قدر دلچسپی ہے۔

تاتار لوگوں کے لئے عربی زبان عبادت اور خطبے کی زبان ہے۔ لیکن بعض اوقات امام تفسیر کے لئے پولش زبان بھی استعمال کرتا ہے۔ تاتاروں کی شادی، جنازے اور نومولود بچوں کے نام رکھنے کی رسومات بہت منفرد ہیں جو اسلامی تاتار اور بعض عیسائی روایات کے ساتھ ملاپ کا نتیجہ ہیں۔

تاتار کی معاصر مذہبی زندگی

مابعد جنگ بے دخلی، علاقائی سرحدوں میں تبدیلی اور جغرافیائی نقل و حرکت کے نتیجے میں پولینڈ کے مشرقی حصے میں بسنے والے مسلمان ملک کے شمالی اور مغربی علاقے میں جاکر آباد ہو گئے۔ مسلم مذہبی ایسوسی ایشن اب مفتی کا تقرر نہیں کرتی۔ اب گرینڈ مسلم کونسل مسلمانوں کے تمام عقائدی اور سماجی معاملات کو چلاتی ہے۔ کونسل، جسے مسلم کانگریس نے قائم کیا، مسلم کمیونٹی کی طرف سے مقرر کئے جانے والے اماموں کی توثیق کرتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ پولش مسلمانوں کے لئے مشرق میں رہنے والے اپنے بھائیوں کے ساتھ تعلقات کے مواقع کم ہوتے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں لبنان کے مفتی اعظم حسن خالد نے پولینڈ کا دورہ کیا۔ اس کے بعد بھی وہ وہاں کا چکر لگاتے رہے۔ ۱۹۸۶ء میں سعودی عرب سے مسلم ورلڈ لیگ کے نمائندے آئے۔ اس سال اگست میں مسلم ورلڈ لیگ کے اس وقت کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نسیف دورے پر وارسا پہنچے۔ ان کے اس دورے سے پولش مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ یوں پولش مسلمانوں کے لئے پہلی دفعہ مکہ کے ساتھ سرکاری اور براہ راست رابطہ بحال ہوا۔

گدانسک کی نئی مسجد کو جمال الدین افغانی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جو پان اسلامک

فلسفے کے باپ تھے اور اسی شہر میں پروان چڑھے تھے۔ گدانسک میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد تقریباً تین سو ہے۔ ان کے لئے یہ مسجد نہ صرف عبادت بلکہ سماجی مرکز کا کام بھی دیتی ہے۔ مسجد میں عربی زبان اور مسلمان ملکوں کی تاریخ، فنون اور مسلم آبادیوں کی ثقافت سکھانے کے لئے دو کانفرنس ہال ہیں۔ کانفرنس ہال مسلم نو آباد کاروں کو پولش کلچر سکھانے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

۱۹۹۰ء میں بیالیسٹوک میں اسلامی، تعلیمی اور ثقافتی مرکز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اسی کے ساتھ وہاں تاتار پول کی ایک یونین بھی قائم کی گئی۔ جس کے صدر سٹیفن مصطفےٰ مشرسکی مقرر ہوئے۔ اس شہر کی تارتار آبادی پانچ سو افراد پر مشتمل تھی۔ تیسری مسجد جو وارسا میں تعمیر ہو گی، نہ صرف عبادت کے لیے استعمال ہو گی، بلکہ وہ مسلم ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز بھی ہو گی۔ مسجد ایک کلب، ایک لائبریری، جس کے ساتھ مطالعے کا کمرہ ہو گا، اور ایک کثیر المقاصد ہال پر مشتمل ہو گی۔ مسجد تعمیر کے مرحلے میں داخل نہیں ہوئی کیونکہ اس کے لئے زمین کی ابھی تک منظوری نہیں مل سکی۔

ایک اور تنظیم جو اتنی معروف نہیں اور جس کا نام مشرقی یورپ کی اسلامی تنظیموں کی ڈائریکٹری میں موجود نہیں، اخوان المسلمون کے نام سے ہے، مسلم کونسل اسے ایک معاون تنظیم خیال کرتی ہے۔ مارچ ۱۹۹۳ء میں اخوان المسلمون کی طرف پولش عوام کی توجہ اس وقت مبذول ہوئی، جب اس نے سلمان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کی اشاعت پر وارسا کی اشاعتی کمپنی کے خلاف ایک عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔

پولینڈ کے عرب رہائشی

پولینڈ میں عرب زیادہ تعداد میں نہیں ہیں۔ ان میں زیادہ تر ڈاکٹر، سائنسدان اور طلبا ہیں۔ بلاشبہ چند سال پہلے عربوں کو عجیب نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ رویہ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں تبدیل ہوا۔ اس کی وجہ غالباً مشرق قریب میں سماجی اور سیاسی تبدیلیاں تھیں۔ جون ۱۹۸۸ء میں کئے جانے والے ایک سروے کے مطابق اکثر پول عربوں کو 'مذہبی جنونی' خیال کرتے تھے۔ ایک اور سروے میں اس سوال کے جواب میں کہ 'پولینڈ میں سب سے کم مقبول کون سا مذہبی گروہ ہے؟' مسلمان، یہوواہ وٹنس اور آرتھوڈکس عیسائیوں کے بعد تیسرے نمبر پر تھے۔ جبکہ نسلی گروپوں میں سب سے کم مقبولیت کے سوال کے جواب میں مسلمان یہودیوں کے بعد دوسرے نمبر پر تھے۔ ستمبر ۱۹۸۵ میں ایک اور سروے میں اس بات کا جائزہ

لیا گیا کہ پولش عوام دوسرے عقائد رکھنے والوں کے بارے میں کیا رویہ رکھتے ہیں۔ اس وقت پولینڈ میں مسلمانوں کی تعداد تین سے ساڑھے چار ہزار کے لگ بھگ ہے، پولینڈ کی لاکھوں کی عیسائی آبادی کے مقابلے میں یہ تعداد بہت معمولی ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ 'دوسرے عقائد کے ممبران میں سے کس کو پولش عوام کی سب سے زیادہ ہمدردی حاصل ہے، مسلمان پانچویں نمبر پر تھے۔ پولش عوام میں مسلمانوں کی عدم مقبولیت کی وجہ غالبًا مسلمانوں اور پولش لوگوں کے درمیان تعلقات کی غیر مستحکم سطح ہے۔

مسلم نیوز میڈیا

پولش مسلمانوں اور پولینڈ میں رہائش پذیر عربوں کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات کے لیے عربوں کے منفی امیج کی اصلاح ایک لمبے عرصے کا کام ہے۔ اس وقت تین اخبارات موجود ہیں۔ لیکن وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے صرف ایک محدود حلقے میں پڑھے جاتے ہیں۔ پہلا اخبار 'مسلم لائف'، مسلم ریلیجس ایسوسی ایشن کی طرف سے ۱۹۸۶ء سے شائع ہو رہا ہے۔ دوسرا اخبار 'رخ مسلمانسکی' ایسوسی ایشن آف مسلم یونٹی شائع کرتی ہے جو مہدی گروپ کی تنظیم ہے۔ ۱۹۸۷ء سے یہی تنظیم 'الاسلام' کے نام سے ایک اخبار شائع کر رہی ہے، جس کے پیش نظر قارئین میں تاتار نژاد پولش باشندے شامل ہیں۔ تینوں اخبارات پولش زبان میں شائع ہوتے ہیں لیکن اول الذکر اخبار کے انگریزی اور عربی میں خلاصے بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ تینوں اخبارات میں تاتاریوں کی تاریخ پر مضامین چھپتے ہیں۔ 'مسلم لائف' میں قرآن اور اسلامی تعلیمات پر تحریریں شائع ہوتی ہیں۔ 'رخ مسلمانسکی' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۳ء کے آغاز میں منظر عام پر آیا۔ یہ بین الاقوامی سطح پر بھی تقسیم ہوتا ہے۔ تاہم اس کی تعداد اشاعت محدود ہے اور یہ صرف اکیڈیمک بک شاپس پر ہی دستیاب ہے۔

خلاصہ

پولش عوام عقائدی امور کے مقابلے میں نسلی اور گروہی معاملات کے بارے میں زیادہ حساس ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو روادار سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ بالخصوص نسلی معاملے میں ایسے نہیں ہیں۔ متعدد جائزوں سے پتہ چلتا ہے کہ پول دوسرے نسلی گروہوں بالخصوص عربوں اور مسلمانوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ ان کی ناپسندیدگی کی وجہ مسلمانوں کے کلچر اور ورثے کے بارے میں ان کی کم علمی ہے، جس کی وجہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے کم روابط ہیں۔

(باقی صفحہ ۴۶ پر)